HAMZA MOSQUE

انجمن خدام الدین

مرکز اسلامی

MASJID -E - HAMZA ISLAMIC CENTRE

90 Church Rd, Moseley, Birmingham B13 9AE U.K. Tel: Fax: 0121 449 4385 Tel: 0121 449 1193

"One who builds a masjid for the sake of Allah,Allah will builds for him a house in paradise" (HADITH)

باسمه سبحانه وتعالی

۷فروری ۲۰۰۹ء

محترم المقام حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ حضرات مندرجہ ذیل سوالات کے بارے:

ان سوالات سے پہلے پسِ منظر یہ ہے کہ ۱۹۶۰ء میں ہمارے مسلمان انگلینڈ میں آنے شروع ہوئے۔ اپنی مذہبی ضروریات کیلئے مسلمانوں سے چندہ کر کے علیحدہ گھر خرید کر اسمیں ایک بڑا کمرہ نماز کیلئے مخصوص کردیا۔ اس میں سالہا سال پانچ وقت کی نمازیں اور رمضان میں واجب اعتکاف ادا کرتے رہے۔ پھر جب یہ گھر چھوٹے ہوگئے تو بڑی جگہوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو چندہ کر کے بڑی جگہوں (ہال وغیرہ) خرید کر اسکو مسجد بنایا یا بنیادی مسجد تعمیر کیں۔

سوال نمبر۱ :(ا) جو گھر پہلے بطور مسجد کئی سال استعمال ہوتے رہے وہ شرعی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟ یہ بات ذہن میں رہے کہ لوگوں کے ذہن میں مسجدِ شرعی اور جماعت خانہ (مصلی) کے فرق کا کوئی علم اس وقت نہیں تھا۔

(ب) اگر وہ گھر شرعی مسجد کے حکم میں ہے اور نئی مسجد میں منتقل ہونے کے بعد اس میں نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ تو کیا اس کی مسجد کی نیت باطل کر کے اس کو کمیونٹی ہال، مدرسہ یا اسلامی سکول کے لیئے استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟۔ ایسی جگہوں کا کیا مصرف ہے؟

سوال نمبر۲ : شرعی مسجد کی نیت کا تعلق بنیادی مسجد کے ساتھ خاص ہے یا کسی بھی مکان یا عمارت کے ساتھ جس میں شرعی مسجد کی نیت کی گئی ہو؟

سوال نمبر۳ : کتاب الوقف میں جو واقف اور متولی کی اصطلاح ہے تو ہمارے یہاں انگلینڈ میں کیا (ا) واقف سے مراد وہ ابتدائی لوگ ہونگے جنہوں نے اپنی مذہبی انتظام کیلئے چندہ کر کے مسجدیں خریدیں؟ اور (ب) متولی سے مراد مسجد کمیٹی ہوگی؟ (ج) غرض الواقف سے مراد مسجد کا متفقہ آئین ہوگا یا ان اصطلاحات سے کوئی اور مراد ہے؟ اگر پہلی بات مراد ہے تو کتاب الوقف میں جو یہ لکھا ہے کہ مراعاة غرض الواقفین واجبة تو کیا متولیان مسجد یعنی مسجد کمیٹی کو متفقہ آئین کے تحت ہی مسجد کا انتظام کرنا ہوگا؟، یا وہ آئین کے خلاف ورزی کرسکتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو پھر ہمارے ہاں انگلینڈ میں مراعاة غرض الواقفین واجبة کا مصداق کیا ہوگا؟

سوال نمبر۴ : ہم نے ۱۹۹۲ء میں چندہ کر کے ایک کمیونٹی ہال خریدا جس کے اردگرد کافی زمین تھی، اسکے بڑے ہال کو مسجد کی نیت کر کے اسکو استعمال کرنا شروع کیا جس میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے رہے اور رمضان میں واجب اعتکاف ہوتا ہے۔ نمازیوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی۔

۱۹۹۹ء میں تین منزلہ عمارت کا نقشہ تیار کر کے کونسل سے منظور کروایا گیا۔ تینوں منزلوں کی تفصیل یہ ہے، تہ خانہ جو تقریبات کیلئے استعمال کیا جائیگا۔ درمیانی حصہ مسجد کا ہال اور وضوء خانہ جو موجودہ مسجد سے متصل ہے، اور اوپر کی منزل مدرسہ کی درسگاہوں کیلئے۔ اب سوالات یہ ہیں:

(ا) تہ خانہ اور مدرسہ کی منزل کو شرعی مسجد سے استثناء کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو اس بات کا کیا مطلب کہ تحت الثری سے عنان السماء تک مسجد کا حکم ہے؟

(ب) اس نئی توسیع میں شرعی مسجد کی نیت کا اعتبار کب ہوگا؟

(ا) نقشہ بناتے وقت

(ب) بنیاد رکھتے وقت

(ج) تعمیر مکمل ہونے کے بعد

(د) یا کسی بھی وقت

(ج) زبان سے شرعی مسجد کی نیت کا اظہار کرنا ضروری ہے یا جو نقشہ کے مطابق عمارت تیار کی گئی ہے اس کا اعتبار ہوگا؟ ہم نے درمیانی منزل کو مسجد کے ہال کیلئے متعین کیا ہے۔ بنیاد رکھتے وقت زبان سے اظہار نہیں ہوا لیکن دل میں تھا کہ یہ حصہ مسجد کیلئے ہے۔ تو اب اسی منزل کو شرعی مسجد قرار دیا جائیگا یا مستقل زبان سے اظہار کرنا ضروری ہوگا؟

جوابات

ہمارے یہاں انگلینڈ میں ان سوالات کے جوابات کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ آپ ان تمام سوالات کے مفصّل اور مدلّل قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائینگے۔ آپ کی عینِ نوازش ہوگی۔

الجواب حامدا ومصلیا

واضح ہو کہ ان تمام سوالات کے جوابات اور حکم شرعی جاننے سے پہلے ایک اصولی تمہید کا جان لینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کسی مسجد کے مسجدِ شرعی بننے کیلئے ضروری ہے کہ وہ جگہ کسی ایک فرد یا کمیونٹی وغیرہ کی ذاتی ملکیت ہو یا مسجد کیلئے خریدی گئی ہو اور اسکے بعد اسے ذاتی اغراض سے پاک کر کے باضابطہ مسجد کے نام پر وقف کر دیا ہو محض مذہبی ضروریات کیلئے گھر خرید کر اسکے ایک کمرہ کو نماز کیلئے مخصوص کر لینے سے وہ مسجد شرعی نہیں بن جاتی اسطرح پھر وقف کی نیت کسی بھی وقت ہو سکتی ہے مگر مسجد کے بالائی یا نچلے حصہ کو مدرسہ، کمیونٹی سنٹر، امام وموذن کے گھر وغیرہ استعمالات میں لانے کیلئے نیت اسوقت تک ہو سکتی ہے جب تک مسجدیت کامل نہ ہوئی ہو اسکے بعد نہیں اب اگر یہ نیت ہو کہ ابھی تو اس جگہ کو نماز کیلئے بنا لیتے یا تعمیر کر لیتے ہیں اور جب انتظام ہو جائے گا یا ضرورت پڑے گی تو کسی دوسری بڑی اور اچھی جگہ مستقل ایک مسجد تعمیر کر لینگے اس دوسری نیت سے پہلی جگہ مسجد شرعی نہیں کہلائیگی بلکہ شرعاً یہ جگہ جائے نماز اور مصلی کے حکم میں ہوگی جسے بوقت ضرورت کسی بھی دوسرے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ یہ شرعاً بھی جائز ہے البتہ ایسی جگہ شرعاً اعتکاف درست نہیں۔ ہاں مذکور الصدر وضاحت کے موافق جو جگہ ذاتی اور معاشرتی اغراض سے الگ تھلگ کر کے ایک دفعہ مسجد شرعی بنا دی جائے وہ تحت الثری سے عنان السماء تک مسجد کے حکم میں ہو جاتی ہے اب اگر علاقائی ضرورت کے تحت مسجد ھال کے اوپر یا نیچے کوئی ھال یا امام مسجد وغیرہ کیلئے مکان وغیرہ تعمیر کر لیا جائے اور اس تعمیر کا شروع سے تعمیر مسجد سے ارادہ بھی تھا تب تو اسکی تعمیر جائز ہے اور اسکا بھی مسجد پر وقف ہونا لازم ہے اسی طرح کمیونٹی ھال وغیرہ سے جو آمدن ہو وہ بھی مسجد کی ہی شمار ہو گی

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ
متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان
دار الافتاء والقضاء
ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

Name :> ifzal mohammed
Address :> UK
Subject :> MASJID
Writer :> Ubaid Ullah Ishaq

Serial No :> 5922
Fatwa No :> 40462
Date :> 2/9/2009
Email :>

اگر ایسا نہیں کیا جائیگا تو وہ مسجد شرعی بھی نہیں کہلائیگی اور وہاں نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب تو ہوگا مسجد شرعی کا نہیں۔
اس اصولی تمہید کے جاننے کے بعد آپکے سوالات کے جوابات بھی مختصرا دیئے جاتے ہیں۔
(۱) ا: ظاہری احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھر مسجد شرعی کے حکم میں داخل نہیں۔

فی الدر المختار: ویزول ملکه عن المسجدوالمصلی بالفعل وبقوله جعلته مسجدا(ج٤ ص ٣٥٥)

ب: اب نیت بدلنے اور دوسری جگہ خریدنے کی صورت میں جب ضرورت نہیں رہی یا کم ہوگئی تو اسے دیگر اغراض کیلئے استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

(۲) اسکا تعلق بنیادی مسجد کیساتھ متعلق نہیں بلکہ اگر کسی مکان وغیرہ کو خرید کر بالکلیہ مسجد وقف کر دیا گیا اور اسمیں باقاعدہ اذان اور نماز باجماعت شروع ہوگئی تو وہ بھی مسجد شرع کے حکم میں داخل ہوجائے گا۔

فی البحر: ولوقال المصنف ومن جعل ارضه مسجدابدل قوله ومن بنی لکان اولی لانه لو کان ساحة لابناء فیهافامرقومه ان یصلوا فیهابجماعة قالواان امرهم بالصلاة فیهاابداوامرهم بالصلاة فیهابالجماعة ولم یذکر ابداالاانه ارادالابدثم مات لایکون میراثا عنه (ج٥ ص٢٤٨)

(۳) واقف سے وہ ابتدائی لوگ مراد ہیں جنہوں نے چندہ کر کے کسی جگہ کو مسجد بنا دیا تھا ان کی اغراض کی رعایت ضروری ہے اور انکے فوت ہوجانے وغیرہ کی صورت میں منتظمہ کمیٹی کسی جگہ کی مسجدیت میں تبدیلی کرنے کی مجاز نہیں۔ بلکہ اس کمیٹی کی ذمہ داریوں میں سے صرف اس مسجد کا انتظام چلانا ہے تاکہ ہر شخص کی بے جا مداخلت سے انتشار کی صورت نہ بنے۔ اسطرح مسجد کی ذمہ داریوں سے متعلق کسی شخص کا انتخاب وعزل بھی باجازت مسلمین منظمہ کمیٹی کا ہی حق ہے۔

فی الرد: شرائط الواقف معتبرة اذالم تخالف الشرع(ج٤ ص٣٤٣)

فیه ایضا: مراعاة غرض الواقفین واجبة (ج٤ ص٤٤٥)

(۴) جس ہال کو خریدنے کے بعد مسجد بنانے کا ذکر ہے اگر تو اس ہال کو مسجد میں تبدیل کرتے وقت یہ نیت کرلی گئی تھی کہ جب وسعت ہوگی تو اسکے نیچے یا اوپر دیگر علاقائی ضروریات کیلئے کوئی ہال وغیرہ تعمیر کرلینگے اور اسکی آمدنی مسجد پر وقف رہی گی تب تو ایسا ہال بنانے اور اس ہال اور اسکی آمدنی کو مسجد پر وقف کرنے کی اجازت ہے اور یہ مسجد شرعی کہلائیگا ورنہ نہیں اور بصورت

مسجد شرعی جب یہ حال اور اسکی آمدن مسجد پر وقف نہ ہو تو سابقہ مسجد شرعی میں تصرف کی وجہ سے گناہ لازم ہوگا الا یہ کہ مسجد کے برابر والی خالی جگہ میں اسطرح کا ھال تعمیر کرلیا جائے تو شرعاً اسمیں کوئی حرج نہیں خواہ اسے مسجد پر وقف نہ بھی کیا جائے۔

فی البحر :لوبنی بیتاعلی سطح المسجدلسکنی الامام فانه لایضرفی کونه مسجدالانه من المصالح فان قلت لوجعل مسجداثم ارادان یبنی فوقه بیتاللامام اوغیره هل له ذلك ؟قلت قال فی التتارخانیه اذابنی مسجداوبنی غرفة وهوفی یده فله ذلك وانکان حین بناه خلی بینه وبین الناس ثم جاء بعدذلك یبنی لایترکه (ج٥ص٤٢١)

وفی الدر: لوبنی فوقه بیتاللامام لایضرلانه من المصالح امالوتمت المسجدیت ثم اراد البناء منع(ج٤ص٣٥٨)

والله اعلم بالصواب

بنده محمدعبیدالله اسحاق

دارالافتاء جامعه بنوریه کراچی

٧شعبان المعظم ١٤٣٠هـ

الجواب صحیح
عبدالرؤف سکھروی
دارالافتاء جامعہ [illegible]
۷ شعبان ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح
بندہ [illegible]
دارالافتاء جامعہ [illegible]
۷ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

26/8/09